اسلام اور جین مت میں طہارت کا تقابلی جائزہ

A Comparative Study of Cleanliness in Islam and Jainism

Dr. M. Riyaz khan alazhari *

Abstract

People all around the globe have adopted a specific set of social life style irrespective of their religious affiliations. Every individual is following a specific code of conduct which can be termed as religion. Islam in its universal laws has emphasized on cleanliness and considers it significant and give preference to cleanliness in all matters. Islam has put cleanliness at high ranks in its core principles and even considered it as half of the belief.

In the current research paper a comparative analysis among Islam and Jainism in context of philosophy of cleanliness is done. The objective of this comparative analysis is to elaborate the extensive and comprehensive guidelines of Islam regarding importance and significance of cleanliness and that no other religion or code of conduct for life is a match. This analysis will emphasize the universality and importance of Islam in context of contemporary practices.

Keywords: Islam, Jeen mat, Taharah

اللہ تعالیٰ نے جب سے اس دنیا کو وجود بخشا اس میں ضروریات مہیا کیں۔ انسان کو اس کا مکین بنایا اور اسے زندگی گزارنے کا ڈھنگ اور سلیقہ سکھایا۔ چنانچہ آج تک دنیا میں جہاں کہیں بھی انسان آباد ہے خواہ اس کا تعلق کسی بھی دین یا دھرم اور مذہب سے ہو، بہر حال اس کا اپنا ایک طرز معاشرت ہے جسے وہ شدت کے ساتھ اختیار کیے ہوئے ہے اور لغوی معنی کے اعتبار سے یہی مفہوم مذہب کا ہے کیونکہ "مذہب" اسم ظرف کا صیغہ ہے اور مصدر میمی کے طور پر استعمال ہوتا ہے بمعنی چلنے کی جگہ یا چلنے کا راستہ وغیرہ اور اصطلاحی طور پر مذہب کی تعریف یوں کی جاسکتی ہے کہ جن اصول و قوائد پر چل کر زندگی گزاری جاسکے ان اصولوں کو "مذہب" کہتے ہیں۔

مذہب کے اس تناظر میں بعض ایسے لوگ بھی سامنے آئے ہیں جن کا کوئی نظریہ اور مذہب نہیں۔ انہیں دھریہ کہا جاتا ہے۔ تاہم دھریہ کی یہ "تعریف" جو خدا اور پیغمبر خدا کا منکر ہو جامع ہے۔ کیونکہ ہر انسان اپنے اپنے طرز پر زندگی گزار رہا

* Associate Professor Department of Islamic studies,Islamia College,Peshawar

ہے اور اس نے اپنی زندگی کے لیے خاص نہج کو منتخب کر رکھا ہے اور اسی کو مذہب کہتے ہیں۔ زیر نظر مقالہ میں اسلام اور جین مت کے درمیان فلسفہ صفائی کے متعلق تقابلی جائزہ پیش کیا جارہا ہے تاکہ دنیا کو یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائے کہ دنیا میں اسلام ایک ایسا دین ہے کہ صفائی کے اصولوں کے حوالے سے دنیا کا اور کوئی نظام اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا ہے۔ اس سے جہاں اسلام کی عظمت واہمیت اجاگر ہوگی وہیں دورِ حاضر کے خوشنما، جاذب نظر اور پر کشش نعروں کی حقیقت بھی واضح ہو سکے گی۔

جین ازم کا تعارف

''جین'' کا لفظ ''جنا'' سے مشتق ہے جس کے معنی ''فاتح اور غالب'' ہے۔ یہ لوگ اپنے زعم میں اپنی خواہشات پر غالب آچکے ہیں اس لیے یہ اپنے آپ کو ''جینی'' کہتے ہیں۔ جین مت کے ماننے والوں کا عقیدہ ہے کہ جین مذہب ایک قدیم ازلی اور ابدی مذہب ہے جو ہمیشہ سے چلا آرہا ہے۔ اس میں چوبیس تھر تھنکر یعنی راہنما گزرے ہیں جن کی عمریں ناقابل ترین حد تک طویل تھیں۔ ان میں سب سے پہلا مصلح آدمی ناتھ اور سب سے آخری مصلح پر سوناتھ تھا۔ یہ تمام راہنما چھتری گھرانوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ موجودہ جین مت کا بانی ''مہابیر یا مہاویر'' کو قرار دیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ مہاویر کی پیدائش ''پر سوناتھ'' سے ڈھائی سو سال بعد ۵۴۰ ق م کو ہوئی۔ اُن کے عقیدے کے مطابق اس دور میں مہاویر کے بعد اب کوئی تھر تھنکر (راہنما) نہیں آئے گا۔ تاریخی اعتبار سے اس رائے کی تائید ہوتی ہے کہ جین مذہب کے بانی مہاویر نہیں تھے بلکہ پہلے سے یہ مذہبی روایت ہندوستان میں چلی آرہی تھی۔[1]

مہاویر کا تعارف

مہاویر جین کی پیدائش ۴۸۶ ق م کو مشرقی ہندوستان کے مشہور شہر دیسائی کی ایک نواحی بستی میں ہوئی تھی۔ ان کے والد کا نام سدھارتھ اور والدہ کا نام ترسالہ تھا۔ ان کی والدہ ایک کھشتری خاتون تھیں جو ویسامی اور مگدھ کے حکمران خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔ سوتیامبر یعنی سفید پوش جینیوں کی روایات کے مطابق اس نے ایک شہزادی ''ایشوما'' سے شادی کی تھی اُس وقت آپ کی عمر انیس سال تھی۔ دس سال تک نہات خوشگوار زندگی بسر کرتا رہا۔ جب تیس سال کی عمر میں قدم رکھا تو دنیا ترک کر دی اور پر سوناتھ کا مسلک اختیار کیا۔ بارہ سال مکمل برہنگی اور فقر وفاقہ کی حالت میں راہبانہ زندگی بسر کی تقریباً چھ سال تک وہ ایک بھکشو ''گوسالہ'' کی معیت میں رہا۔ لیکن گوسالہ نے اسے چھوڑ دیا اور اس سے کچھ فائدہ حاصل نہ ہوا۔ چھ سال مزید ریاضتیں کرتے ہوئے نجات کی تلاش میں مارامارا پھرتا رہا۔ تیرھویں سال کو دریائے جو پالگا کے کنارے

---

[1] ۔مظفر ولی خان، مکالمہ بین المذاہب، (فاروقیہ کراچی، ۲۰۰۷ء)، ص ۱۴۲

اپنے ریاضت سے کامیابی حاصل کی اور بیالیس کی عمر میں وہ ایک نئے مذہب کے راہنما بن گئے۔ مہاویر نے بہتر سال کی عمر میں ۵۴۰ ق م کو وفات پائی۔ اس اعداد و شمار سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مہاویر گوتم بدھ کے ہم عصر تھے۔[2]

جین مت میں نجات کے ذرائع

جین مت میں سب سے اہم مائلہ نروان اور اطمینان قلبی کا حصول ہے کیوں کہ جس وقت مہاویر پیدا ہوا اس وقت سب سے بڑا مائلہ یہی تھا لہذا مہاویر نے اس کے لیے دو طریقے ایجاد کیے جن میں سے ایک طریقہ ایجابی ہے اور دوسرا سلبی ہے۔ سلبی طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنے دل سے ہر قسم کی تمنا اور خواہشات نکال پھینکے جب خواہشات نکل جائیں تو روح مسرت اور شادمانی سے ہم آغوش ہو جائے گی یہی مسرت ''نروان'' کہلاتا ہے کیوں کہ تمام پریشانیوں کا سرچشمہ انسانی خواہشات ہیں جو غیر محدود اور غیر متناہی ہیں جب خواہشات پوری نہیں ہوتی تو وہ غم سے دوچار ہوتا ہے۔ جب خواہشات اور تمنائیں نہ ہوں گے تو روح کو اطمینان حاصل ہو گا۔

جین مت میں حصول نروان کا ایجابی طریقہ یہ ہے کہ انسان کے عقائد علم اور عمل درست ہوں انھیں تین رتن کہا جاتا ہے، اعمال کی درستی کا دار و مدار پانچ اصولوں پر ہے اور ان پانچ اصولوں کو جینی مذہب میں بنیادی اہمیت حاصل ہے جن کی تفصیل یہ ہے:[3]

الف۔ اہمسہ

کسی ذی روح کو قتل نہ کیا جائے اور کسی کو زبان یا ہاتھ وغیرہ سے تکلیف نہ پہنچائی جائے۔ اہمسہ کو جین مت میں بنیادی اور مرکزی ستون گردانا جاتا ہے۔

ب۔ استیام

چوری سے پرہیز کرنا چاہیے حلال روزی کمائی جائے دوسروں کے اموال کو ناجائز طریقے سے حاصل کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

ج۔ ستیام

جھوٹ فحش گفتگو سے باز رہنا چاہیے اور ہمیشہ راستی کو اپنا شعار بنایا جائے۔

د۔ برہمچاریام:

عفت و عصمت اور پاکبازی کی زندگی بسر کی جائے۔

س۔ اپری گراہہ

---

[2] ۔غلام رسول، مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ، (علمی کتب خانہ لاہور، ۱۹۷۶ء)، ص ۲۲۲

[3] ۔عماد الحسن فاروقی، دنیا کے بڑے مذاہب، (تعمیر انسانیت لاہور، س۔ن)، ص ۱۲

دنیا سے بے رغبتی، لذات مادی اور حواس خمسہ پر غلبہ ہونی چاہیے۔

جین مت مذہب میں نجات اور نروان کے حصول کے لیے اور بھی بہت سے اصول اور قوانین ہیں جو جین مت کے مطابق ہر ''نجات'' کے خواہشمند کے لیے لازمی ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ فرد کی پوری زندگی ایک بہت سخت ڈسپلن کا تابع بنا کر چھوڑتے ہیں۔ ادھر تمام لوگ خواہشات کی نفی کے اعلیٰ ترین معیار کے لیے فوراً تیار نہیں ہو سکتے۔ اس لیے انھوں نے ایسے لوگوں کو یہ آسانی دی ہے کہ وہ مکمل ترک دنیانہ کرتے ہوئے گھر بار والی سماجی زندگی بسر کر سکتے ہیں اور ہلکی سے شکل قوانین وضوابط کا ماننا کافی ہوگا۔[4]

جین ازم میں صفائی کا فلسفہ

طہارت وصفائی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ظاہری طہارت یعنی کسی چیز کی ظاہر کا صاف ہونا مثلاً جسم کا ظاہر گندگی، بدبو اور میل کچیل وغیرہ سے پاک وصاف ہونا۔ دوسرا باطنی طہارت ہے اس سے مراد یہ ہے کہ کسی چیز کا نظر نہ آنے والا حصہ مثلاً انسان کا دل ونفس وغیرہ کو مادیت کی محبت اور اخلاق رزیلہ وغیرہ سے پاک وصاف کرنا۔ جین مت کے تعلیمات کے مطابق روح وذہن کی صفائی یعنی باطنی طہارت تو حاصل ہو سکتی ہے۔ کیوں کہ اصولِ خمسہ (اہمسہ، ستیام، استیام، برہمچاری، اپری گراہہ) خصوصاً اہمسہ قانون کے مطابق کسی ذی روح کو قتل کرنا، نقصان پہنچانا اور تشدد کرنا جائز نہیں اس لیے انھوں نے اس پر عمل کرتے ہوئے اپنے منہ اور ناک کے نتھنوں پر کپڑا باندھ رکھتے ہیں تاکہ کوئی جاندار چیز اندر نہ جا کر مر جائے[5] پانی چھان کر پیتے ہیں۔ گوشت نہیں کھاتے کیونکہ گوشت کھانے کے لیے جانور کو مارنا ہوگا اور یہ ان کے نزدیک جائز نہیں اس لیے یہ لوگ قصاب کا پیشہ اختیار نہیں کر سکتے اور نہ جانوروں، مچھلیوں وغیرہ کا شکار کر سکتے ہیں[6]۔ کارپینٹری پیشہ اختیار کرنا جائز نہیں[7]۔ چراغ وغیرہ نہیں جلاتے تاکہ کوئی ذی روح نہ مر جائے۔ اسی طرح صابن، شیمپو اور کاسمیٹکس وغیرہ جس میں حیوانات کی چربی وغیرہ استعمال ہوئی ہو ان کا استعمال کرنا بھی جائز نہیں۔ چمڑے کے مصنوعات استعمال کرنا جائز نہیں اگر استعمال کرنا ہو تو وہ بھی قدرتی طور پر مردہ جانور کی چمڑے کو استعمال کرنا ہوگا[8]۔ بھٹی کے کام سے اس لیے دور رہتے ہیں تاکہ غیر مرئی حشرات کے ہلاکت کا سبب نہ بنے[9]۔ پانی نہیں ابالتے۔ دانتوں کو صاف نہیں کرتے کیونکہ اس سے جراثیم مرنے کا

---

[4]- پالر مارٹن، ورلڈ ریلیجیز، (برٹش لائبریری، ۲۰۰۴ء)، ص ۱۷۱

[5]- الوڈرا برٹ & الاس گریگوری، انسائیکلوپیڈیا آف ورلڈ ریلیجیز، (لائبریری آف کانگریس ۲۰۰۷ء)، ص ۲۲۹

[6]- محمد یوسف خان، تقابل ادیان (،بیت العلوم لاہور)، ص ۱۱۹، وارن ہربن، جینزم، (لائبریری اف کیلفورنیا، ۱۹۷ ارام چاولہ کاشی، شرمی بھگوان مہاویر سوامی، طباعت ۱۹۸۱ء)، ص ۲۲

[7]- ولکنسن فیلپ، ائی ویٹینس کمپنینز ریلیجیز، dk نیویارک، ص ۲۲۷

[8]- جین فیلسوفی اینڈ پریکٹس، www.jainelibrery.org، ص ۱۲۵ ایجوکیشن کمیٹی جینا، جینزم ۱۰۱، ص ۶۷

[9]- مظفر ولی خان، مکالمہ بین المذاہب، ص ۱۴۳

خطرہ ہے۔نیز زمین پر سونااور اپنے بالوں کا کاٹنا ہو گا جب کہ دگمبر فرقے والوں کا خیال ہے کہ جب لوگ دریا میں کپڑے دھوتے ہیں تو اس میں جاندار وغیرہ کے مرنے کا خطرہ ہے اور سوتیامبر فرقے کا عقیدہ ہے کہ کپڑوں کی صفائی سے زیادہ ذہن کی صفائی کی ضرورت ہے[10] نیز چلتے وقت اپنے ساتھ ایک جھاڑو بھی رکھتے ہیں جس کے ذریعے اس جگہ کو صاف کرتے ہیں جہاں وہ قدم رکھتے ہوں یا بیٹھتے ہوں یا کسی چیز کو رکھنا ہو تاکہ کوئی چھوٹا سے چھوٹا کیڑا بھی دب کر نہ مر جائے اور سادھو جان لینے کے عظیم گناہ کا مرتکب نہ ہو جائے[11]۔سادھوؤں کے لیے رات میں چلنا پھرنا منع ہے کیونکہ کسی سادھو کے قدم کے نیچے کیڑے مکوڑے دب کر مر جانے کا خدشہ ہے۔ جینوں میں دگمبر فرقہ والے اکثر بالکل برہنہ پھرتے رہتے ہیں تاکہ خواہشات اور تکبر ختم ہو جائے[12]۔سادھو لوگ نہاتے نہیں کیونکہ نہانے سے جراثیم وغیرہ کی مرنے کا خدشہ ہے[13]۔جین عالموں کے نزدیک ایک گرہست کو عمر کے اخری حصے کو کسی جان لیوا بیماری میں فاقے کے ذریعے خودکشی کا عہد کرنا۔اس روحانی ارتقاء کے آخری درجے کی مدت جس کی تکمیل ایک مہینہ کی فاقہ کشی کے ذریعے خود اختیاری کی خودکشی پر ہوتی ہے ایک گرہست کے لیے بارہ مہینے ہے۔ جبکہ ایک سادھو کو یہ آخری درجہ اور اس کے بعد خودکشی کی مبارک موت بارہ سال کے طویل عرصے میں اپنے آپ کو رفتہ رفتہ گھلاتے رہ کر حاصل کرنا ہوتی ہے۔ایک سادھو کو ہر طرح کی تکالیف برداشت کرنی ہوتی ہیں لیکن اس کو بہر حال اپنے آپ کو زندہ رکھنا ہوتا ہے تاکہ وہ روحانیت کی تکمیل سے پہلے بے کار موت نہ مر سکے۔اسی طرح ایک سادھو کے لیے بائیس قسم کی بہت مشکل تکالیف برداشت کرنا انکے اصول وضوابط میں داخل ہے اس مذہب میں بائیس قسم کے تکالیف حسب ذیل ہیں:

۱۔بھوک ۲۔پیاس	۳۔سردی	۴۔گرمی
۵۔کیڑوں کے کاٹنے کی تکلیف	۶۔ننگے رہنا	۷۔ناپسندیدہ جگہ رہنا
۸۔جنسی جذبے کے تقاضے	۹۔زیادہ چلنا	۱۰۔ایک وضع میں طویل وقفے کے لیے بیٹھنا
۱۱۔زمین پر آرام کرنا	۱۲۔برا بھلا سننا	۱۳۔مار پیٹ برداشت کرنا
۱۴۔بھیک مانگنا	۱۵۔بھیک مانگنے پر بھیک نہ ملنا	۱۶۔بیماری

---

[10]-محمد یوسف خان، تقابل ادیان، ص ۱۲۰، جین فیلسوفی اینڈ پریکٹس،www.jainelibrery.org، ص۹ و لکنسن فیلپ، ائی ویٹینس کمپنینز ریلیجیز،dkنیویارک، ص ۲۲۷

[11]-عمادالحسن فاروقی، دنیا کے بڑے مذاہب، ص ۱۳۸، جین فیلسوفی اینڈ پریکٹس،www.jainelibrery.or، ص۹

[12]-محمد یوسف خان، تقابل ادیان، ص ۲۰، جین فیلسوفی اینڈ پریکٹس،www.jainelibrery.or، ص۹

[13]-لال خلف پنالال، انریری زام لالہ، نروان سمت ملکھی شاہ جینی، ۱۹۱۵ء، ج ۲، ص ۲۲۹،
جین فیلسوفی اینڈ پریکٹس،www.jainelibrery.org، ص۹

۱۷۔ کانٹے گڑنا ۱۸۔ جسمانی گندگی اور ناپاکیاں ۱۹۔ بے عزتی برادشت کرنا

۲۰۔ اپنے علم کی قدر دانی نہ ہونا ۲۱۔ کسی نہ کسی درجہ میں اپنے اندر جہالت کو موجود پانا

۲۲۔ جین مت کے معتقدات کے سلسلے میں شکوک وشبہات کا پیدا ہونا شامل ہے[14]۔

مطلب یہ ہوا کہ جین مت تعلیمات کے رو سے جسم کی ظاہری صفائی کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور نہ جسم کی ظاہری طہارت وصفائی پر کوئی توجہ دی جاتی ہے کیونکہ جین مت کے تعلیمات کا فلسفہ یہ ہے کہ جسم جتنا ہی زیادہ گندا اور ناپاک ہوگا اتنا ہی سادھو زیادہ روحانی ترقی کے منازل طے کرے گا۔

طہارت کے بارے میں اسلامی تعلیمات

قرآن وحدیث کی تعلیمات سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ اسلام ایک فطرتی مذہب ہے کیونکہ فطرت جن چیزوں سے محبت کرتی ہے اسلام میں بھی ان چیزوں کی محبت کا درس پایا جاتا ہے اور جن چیزوں سے فطرت نفرت کرتی ہے اسلامی تعلیمات میں بھی ان چیزوں کے بارے میں نفرت کرنے کا سبق ملتا ہے۔ مثلاً صفائی اور گندگی، فطرت صفائی سے محبت اور گندگی سے نفرت کرتی ہے اور اسلام میں بھی صفائی کرنے اور گندگی سے باز رہنے کے بارے میں قرآن پاک اور احادیث مبارکہ میں بہت سارے احکام موجود ہیں۔ دین اسلام میں صفائی کے ہر پہلو کے بارے میں واضح احکام موجود ہیں کیونکہ طہارت کے چار مراتب ہیں مرتبہ اول ظاہر کو ناپاکیوں اور پلیدیوں سے پاک کرنا۔ مرتبہ دوم اعضاء کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں اور گناہوں سے بچانا۔ مرتبہ سوم دل کو اخلاق مذمومہ ورذیلہ سے صاف کرنا۔ مرتبہ چہارم اپنے ضمیر کو ماسوی اللہ سے صاف کرنا۔ سب سے پہلے ہم وہ آیات اور احادیث ذکر کرتے ہیں جو ظاہر کو ناپاکیوں اور پلیدیوں سے صاف رکھنے پر زور دیتے ہیں۔ اسی لیے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے صفائی کرنے والوں کو اپنے محبوب قرار دیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ"[15]

"اللہ تعالیٰ محبت کرتا ان لوگوں سے جو توبہ کرتے ہیں اور ان لوگوں سے جو صفائی کرتے ہیں"

عدم طہارت کی صورت میں ہر نماز کے لیے اعضاے اربعہ کے پاک کرنے کا حکم دیا گیا ہے. کیونکہ اس کے بغیر نماز جیسی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ گناہوں اور کسل کے باعث جو روحانی نور وسرور اعضاء سے سلب ہو چکا تھا وضو کرنے سے دوبارہ ان میں عود کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ"[16]

---

[14]۔ عمادالحسن فاروقی، دنیا کے بڑے مذاہب، ص۱۴۰، (ایجوکیشن کمیٹی جینا، جینزم ۱۰۱)، ص۵۷

[15]۔ البقرۃ ۲: ۲۲۲

"اے ایمان والو! جب تم نماز کا ارادہ کرو تو اپنے چہرے کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوؤ۔ سر کا مسح کرو اور اپنے پیروں کو ٹخنوں تک دھو ڈالو۔"

عبادت کے وقت خوب سنوارنے کا فرمان ہے: جیسا کہ ارشاد ہے۔

"یبنی ادم خذوا زینتکم عند کل مسجد"[17]

"اے اولاد آدام! ہر نماز کے وقت خود کو سنوارو"

بادشاہوں کے دربار میں نظافت وطہارت کا لحاظ ہوتا ہے ان کے دربار میں آنے والوں کے لیے پاک اور ستھری جگہ کا اور صاف لباس میں ہو کر داخل ہونے کا لحاظ ضروری ہوتا ہے پس جیسا کہ لباس کی صفائی اور مکان کی ستھرائی بادشاہوں کو پسند ہوتی ہے ایسا ہی احکم الحاکمین ومالک الملک پاک ذات کو پاکیزگی اور ستھرائی لباس ومکان کی اور نظافت دل کی مد نظر ہے کیونکہ وہ پاک ہے اور پاک چاہتا ہے اس لیے نماز میں پاکی مکان کی اور ستھرائی لباس کی ضروری شرائط قرار دیے گیے ہیں۔ جیسا کہ کپڑوں کی صفائی کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ"[18]

"اپنے لباس کو پاک کر اور گندگی سے کنارہ کر"

ناپاکی اور میل سے شیاطین کو مناسبت ہے اس لیے اللہ تعالی کی حضور میں کھڑے ہونے کے وقت شیاطین کے ساتھ مناسبت رکھنے والی اشیاء سے بالکل قطع تعلق اور کنارہ کش رہنا چاہیے ورنہ حضور دل مین خلل ہو گا۔

اور مقامات عبادت کو خوب پاک رکھنے کے بارے میں ارشاد باری تعالی ہے:

"وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ"[19]

"اور میرے گھر کو طواف، قیام اور رکوع وسجدہ کرنے والوں کے لیے پاک صاف رکھنا"

اسی طرح احادیث مبارکہ میں بھی طہارت کی اہمیت پر بہت زور دیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ طہارت کو ایمان کا جز قرار دیا ہے۔ حضرت مالک اشعری رضی اللہ عنہ آپ ﷺ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"الطہور شطر الایمان"[20]

---

[16]۔المائدۃ ۶ :۶

[17]۔الاعراف ۷ :۳۱

[18]۔المدثر ۷۴ :۴

[19]۔الحج ۲۲ :۲۶

[20]۔مسلم بن حجاج القشیری ،الصحیح، (بیروت، دار الافاق الجدیدۃ)، ح ۵۵۶

طہارت ایمان کا جزہے، کیونکہ طہارت اس لیے کی جاتی ہے کہ باطن منور ہو جائے اور انس و سرور پیدا ہو اور افکار ردیہ دور ہو جائیں۔اور تشویشات و پراگندگی، پریشانی وافکار رک جائیں۔

پوری جسم کی صفائی کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"حق علی کل مسلم ان یغتسل فی کل سبعةایام یوما یغسل فیه راسه وجسده"[21]

"ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ ہفتہ میں ایک دن مقرر کرے جس میں وہ غسل کرے اور اپنے سر اور جسم کو دھوئے"

اس میں حکمت یہ ہے کہ پورا ہفتہ غسل نہ کرنے کی صورت میں جسم سے پسینہ نکلتا ہے جو بدبو اور تعفن کا باعث بن کر اپنے اور دوسروں کے لیے موجب ایذاء بنتا ہے یا جسم کے مسامات سے زہریلے مواد پسینہ وغیرہ کے ساتھ خارج ہوتے ہیں جو کہ غسل نہ کرنے کی صورت میں ان پر گردوغبار پڑنے سے مسامات بند ہو جاتے ہیں اور مسامات کے بند ہونے سے زہریلے مواد پھر اندر جاکر مختلف بیماریوں کا باعث بنتے ہیں۔

اسی طرح ہر مسلمان پانچ اوقات میں نماز پڑھتے ہیں اور نماز بغیر طہارت کے قبول نہیں ہوتی اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھنے سے پہلے وضو اور طہارت حاصل کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لاَ تُقْبَلُ صَلاَةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ"[22]

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز بغیر طہارت کے قبول نہیں ہوتی"

دانتوں کی صفائی کے بارے میں ارشاد ہے: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

"قال النبی صلی الله علیه وسلم السواک مطهرة للفم و مرضاة للرب"[23]

"مسواک کرنا منہ کی صفائی اور رب کی رضا ہے"

کیونکہ مسواک نہ کرنے کی صورت میں مسوڑھوں اور دانتوں میں بقیہ غذا کے ذرات اور میل جم کر منہ میں تعفن اور بدبو پیدا کر دیتی ہے۔نیز بات چیت کرتے وقت اور نشت و برخاست میں دانتوں کی زردی اور میل پر نظر پڑنے سے طبائع سلیمہ اور عام لوگوں کو تکلیف اور نفرت ہوتی ہے۔پس احکم الحاکمین رب العالمین سے بڑھ کر کس کا دربار عالیشان ہو سکتا ہے۔کیونکہ ان الله جمیل یحب الجما ل۔یعنی اللہ تعالی خوب صورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔سوجب کہ

---

[21]۔محمد بن اسماعیل البخاری، الصحیح ا ،(دار طوق النجاۃ ۱۴۲۲ھ)،ح۸۹۷

[22]۔مسلم بن حجاج قشیری، الصحیح ا،باب لا تقبل صلاة بغير طهور دار الجيل بيرت،وطبعتها مصورة من الطبعة التركية المطبوعة سنة ۱۳۳۴ھ ج ا،ص۱۳۹

[23]۔احمد بن شعیب نسائی،السنن،(حلب، مطبوعات الاسلامیہ،۱۹۸۶ء)،ح۵

یہ بات ٹھہری تو دانتوں کے میل اور بوئے دہن کو وہ کب پسند کر سکتا ہے۔اس وجہ سے اعظم شعائر اللہ یعنی نماز پڑھنے سے پہلے جیسا کہ دیگر قاذورات اور میل کچیل کو صاف کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے ایسا ہی دانتوں کے میل اور منہ و مسوڑھوں کی عفونت کو رفع کرنا بھی مستحسن ہے۔یہی وجہ ہے کہ نماز سے پہلے مسواک کا استعمال کیا جاتا ہے۔

ناخنوں، مونچھوں، زیر ناف بالوں اور ختنہ کے بارے میں اسلامی تعلیمات

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"خمس من الفطرة،قص الشارب ونتف الابط وتقليم الاظفار والاستحداد والختان"[24]

آپ صلی علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں۔مونچھوں کا کاٹنا، زیر بغل بال کاٹنا، ناخن کاٹنا، زیر ناف بال کاٹنا اور ختنہ کرنا۔

کھانا کھانے سے پہلے اور کھانا کھانے کے بعد ہاتھ کی صفائی کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"بركة الطعام الوضوء قبله وبعده"[25]

کھانا کھانے سے پہلے اور کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھونا کھانے کی برکت ہے۔کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا اس لیے مشروع ہے کہ اس فعل سے انسان جملہ امراض متعدیہ ہیں وہ ہاتھ دھونے سے اتر جاتے ہیں اور انسان کے اندر داخل نہیں ہوتے۔کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھونے میں سے ایک حکمت یہ ہے کہ روٹی اور سالن کی ذرات ہاتھوں پر باقی رہنے سے رات کے وقت نیند میں حشرات کے کاٹنے کا خطرہ موجود رہتا ہے جو کہ دھونے سے ٹل جاتا ہے۔

نیند سے بیدار ہو کر ہاتھ دھونے کا حکم

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"اذااستيقظ احدكم من الليل فلا يدخل يده فى الاناء حتىٰ يفرغ عليها مرتين اوثلاثا فانه لايدرى اين باتت يده"[26]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی رات کی نیند سے بیدار ہو جائے تو وہ اپنے ہاتھ برتن میں نہ ڈالے جب تک دو یا تین بار ہاتھ پر پانی نہ ڈالے کیونکہ کوئی نہیں جانتا کہ نیند کی حالت میں اسکے ہاتھ کہاں پھرے ہوئے ہیں۔

24۔احمد بن شعیب،السنن،(حلب،مكتب المطبوعات الإسلامية ۱۴۰۶.۱۹۸۶).ح۱۰

25۔محمد بن عیسٰی،السنن،(مصر، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي،۱۳۹۵ ھ- ۱۹۷۵م)ح۱۸۴۶

26۔ترمذی،السنن، ح۲۴

پانی کو ناپاک نہ کرنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"لا يغتسل احدكم فی الماء الدائم وهو جنب"[27]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ٹھہرے ہوئے پانی میں غسل نہ کرے جب وہ جنبی ہو۔

شاہراہوں اور سڑکوں کی صفائی کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"عرضت علی اعمال امتی حسنها و سئها فوجدت فی محاسن اعمالهاالاذیٰ يماط عن الطريق"[28]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے امت کے اعمال دکھائے گئے اچھے اور برے دونوں میں نے دیکھا کہ اچھے اعمال میں تکلیف دہ چیز کو راستے سے دور کرنا ہے۔

دین اسلام میں کھانے پینے کی چیزوں میں سے پاک وصاف کھانے کا حکم دیا گیا ہے اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ "[29]

"اے ایمان والو! جو رزق ہم نے دیا ہے اس میں سے پاک کھاؤ۔"

پاک اشیا کھانے کی وجہ یہ ہے کہ یہ بات ثابت شدہ اور مسلم ہے کہ غذاوں کا اثر بھی انسان کی روحانی، اخلاقی اطوار پر ضرور ہوتا ہے۔ اس لیے شریعت مطہرہ میں مختلف قسم کے جانور مثلاً خنزیر، درندے، شکاری پرندے، حشرات الارض وغیرہ کو مختلف وجوہات کے بنا پر ان کے کھانے کو حرام قرار دیے گئے ہیں۔ جو درجہ ذیل ہیں:

۱۔ خباثت و گندگی

۲۔ درندگی یعنی ایسے جانوروں کے کھانے سے انسان درندہ طبع بن جاتا ہے۔

۳۔ شیطانی امور سے مشابہت

۴۔ بعض جانور و چیزیں زہریلی ہونے کی وجہ سے حرام ہیں۔

۵۔ بداخلاقی یعنی بعض جانوروں کے کھانے سے انسان بداخلاق بن جاتا ہے۔

۶۔ بداعتقادی یعنی بعض ایسے جانوروں اور اشیاء کے کھانے سے انسان میں بداعتقادی کے اثار پیدا ہو جاتے ہیں۔

جیسے اللہ کے علاوہ کسی اور کے نام پر ذبح کیا ہوا کھانا۔ نیز اہلیہ کے ساتھ حالت طہارت میں جماع کرنے کا حکم دیا گیا ہے حالت

---

[27]۔احمد بن شعیب، السنن، (حلب مکتب المطبوعات الإسلامية ۱۴۰۶ - ۱۹۸۶)ح۲۲۰

[28]۔مسلم بن حجاج، الصحیح، (بیروت دار الجیل بیروت + دار الأفاق الجديدة)، ح۱۲۶۱

[29]۔البقرة ۲: ۱۷۲

حیض میں ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

"وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ"[30]

یعنی پوچھتے ہیں تجھ سے حکم حیض کا تو کہو وہ ناپاکی ہے۔ سو تم حیض میں عورتوں سے کنارہ کرو اور صحبت نہ کرو یہاں تک کہ وہ پاک نہ ہولیں پس جب وہ پاک ہولیں تو ان کے پاس آؤ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حیض کو ناپاکی واذی فرمایا ہے تو ایسی حالت میں صحبت کرنے سے شدید ضرر پہنچنے کا قوی امکان ہے لہذا اللہ تعالیٰ نے حیض میں جماع کرنے سے منع فرمایا ہے۔ طب کے روسے جو شخص حالت حیض میں عورت سے جماع کرے اس کو مندرجہ ذیل امراض لاحق ہونے کا احتمال ہے۔

۱۔ جرب یعنی خارش ۲۔ نامرادی ۳۔ سوزش یعنی جلن ۴۔ جریان

۵۔ جزام اولاد یعنی جب پیدا ہوتا ہے اس کو جذام بیماری لاحق ہو جاتا ہے۔

اس کے علاوہ عورت کو مندرجہ ذیل بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں۔

۱۔ اس کو اکثر یا ہمیشہ کے لیے خون جاری ہوتا ہے۔

۲۔ بچہ دانی یعنی رحم باہر لٹک آتا ہے۔

۳۔ بعض عورتوں کے لیے اکثر اوقات کچا حمل گر جانے کا باعث بن جاتا ہے۔

حالت حیض میں جماع کرنے سے مذکورہ بالا امراض پیدا ہو جانے کا خطرہ ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر رحم کر کے حالت حیض میں جماع کرنے سے منع فرمایا ہے۔

اس کے علاوہ دین اسلام میں ہر چیز کی صفائی اور نفاست کو ضروری قرار دی گئی ہے اور ان کے بارے میں خصوصا فقہائے کرام نے فقہ میں تفصیلی احکام ذکر کی ہیں۔

باطنی طہارت وصفائی کے بارے میں اسلامی تعلیمات

دین اسلام میں کسی چیز کی ظاہری صفائی کے ساتھ ساتھ باطنی صفائی پر بھی بہت زور دیا گیا ہے۔ خاص کر انسان کی روحانی، ذہنی اور دلی صفائی کو بہت اہمیت دی گئی ہے اور ان سب کا سرچشمہ تقویٰ قرار دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ "[31]

[30]۔ البقرۃ ۲:۲۲۲

[31]۔ آل عمران ۳:۱۰۲

اے یمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں اس حال میں موت آئے کہ تم مسلمان ہو۔

دوسری جگہ پر دل کو پاک وصاف رکھنے کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ“[32]

جس دن کے مال اور اولاد کچھ کام نہ آئے گی لیکن فائدہ میں وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے سامنے بے عیب (پاک) دل لے کر آجائے۔

دین اسلام کے احکام بجالانے سے مقصود انسانوں کو پاک وصاف کرنا ہے:

جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلَكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ“[33]

اللہ تعالیٰ تم پر کسی قسم کی تنگی ڈالنا نہیں چاہتا بلکہ تمہیں پاک کرنے کا اور بھرپور نعمت دینا چاہتا ہے تاکہ تم شکر ادا کرتے رہو۔

کیونکہ دین اسلام کے ہر حکم سے تہذیب وتزکیہ نفس وغیرہ مقصود ہوتا ہے۔ان میں سے ایک حکم روزہ ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے مختلف حکمتیں رکھی ہیں جو درج ذیل ہیں۔

۱۔روزہ سے انسان کی عقل کو نفس پر پورا پورا تسلط وغلبہ حاصل ہو جاتا ہے۔

۲۔روزہ سے خشیت اور تقوی کی صفت انسان میں پیدا ہو جاتی ہے جیسا کتاب اللہ میں ہے لعل ?م تتقو?یعنی تم پر روزہ اس لیے مقرر ہوا کہ تم متقی بن جاؤ۔

۳۔روزہ رکھنے سے انسان کو اپنی عاجزی ومسکنت اور خدا تعالیٰ کے جلال اور اس کی قدرت پر نظر پڑتی ہے۔

۴۔روزہ سے چشم بصیرت کھلتی ہے۔

۵۔دوراندیشی کا خیال ترقی کرتا ہے۔

۶۔کشف الحقائق الاشیاء ہوتا ہے۔

۷۔درندگی وبہیمیت سے دوری ہوتی ہے۔

۸۔ملائکہ الٰہی سے قرب حاصل ہوتا ہے۔

۹۔خدا تعالیٰ کی شکر گزاری کا موقع ملتا ہے۔

---

[32]۔الشعراء ۲۶:۸۸

[33]۔المائدۃ ۵:۶

۱۰۔انسانی ہمدردی کا دل میں ابھار پیدا ہوتا ہے۔

۱۱۔روزہ موجب صحت، جسم وروح ہے۔

۱۲۔روزہ انسان کے لیے ایک غذا ہے جو آئندہ جہان میں انسان کو ایک غذا کا کام دے گا۔

۱۳۔ روزہ محبت الٰہی کا ایک بڑا نشان ہے جیسا کہ کوئی شخص کسی کی محبت میں سرشار ہو کر کھانا پینا چھوڑ کر بیوی سے تعلقات بھی بھول جاتا ہے ایسے ہی روزہ دار خدا کی محبت میں سرشار ہو کر اسی حالت کا اظہار کرتا ہے۔

قرآن پاک میں مومنوں کو دلوں کے کینہ اور بغض سے صفائی کی دعا بتلائی گئی ہے :

ارشاد باری تعالی ہے:"ربنا ولا تجعل فی قلوبنا غلاللذین امنوا"[34]

اے رب ہمارے ایمان داروں کے بارے میں ہمارے دل میں کینہ نہ ڈالنا۔

دین اسلام میں بعض ایسے احکام ہیں جس سے دلوں کی گندگی مثلاًلالچ، طمع اور بخل وغیرہ کے لیے صفائی کا باعث بنتے ہیں اس لیے ان احکام کو بجالانے کی حکم دیا گیا ہے

ارشاد باری تعالی ہے:

"خذ من اموالہم صدقة تطہرهم وتزكيهم بها"[35]

"آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لیجیے جس سے آپ ان کو صاف و پاک کردے"

قرآن پاک میں عام طور پر زکاۃ کے لیے لفظ صدقہ استعمال ہوا ہے۔کیونکہ زکاۃ کے معنی "پاکی نمو" کے ہیں اور زکاۃ انسان کے لیے بخل و گناہ و عذاب سے رہائی وطہارت کی موجب اور ترقی مال وطہارت دل کی باعث ہے۔اور صدقہ اس وجہ سے کہا گیا ہے کہ یہ فعل صدقہ دینے والے کی تصدیق کرتا ہے اور اسکی قلبی حالت یعنی صدق وصفائی نیت کی یہ علامت ہے۔

مسلمانوں پر زکاۃ فرض ہونے میں کئی حکمتیں ہیں.

۱۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ انسان سے بخل کی پلیدگی دور ہو جاتی ہے کیونکہ جب وہ اپنے اس مال عزیز کو ترک کر دیتا ہے جس پر اس کی زندگی کا مدار اور معیشت کا انحصار ہے اور جو محنت اور تکلیف اور عرق ریزی سے کمایا گیا تھا اس کو محض رب کی خوشنودی کے لیے دینا یہ کسب خیر ہے جس سے نفس کی وہ بدترین ناپاکی دور ہوتی ہے جو بخل ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ایمان میں بھی ایک قسم کی شدت اور پختگی پیدا ہو جاتی ہے۔

---

[34]۔ الحشر ۵۹:۱۰

[35]۔ التوبہ ۹:۱۰۳

۲۔ اس میں اعلی درجہ کی ہمدردی سکھائی گئی ہے کیونکہ انسانی ہمدردی کا تقاضا یہ ہے کہ غربا کی امداد کی جائے پس زکاۃ دینے کا فعل اور اس کے آثار اور ہر مزاج سلیم میں یہ بات مرکوز ہے کہ یہ فعل ادا کرنے سے بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی ہوتی ہے نیز یہ ایسی خصلت ہے جس پر بہت سے اخلاق موقوف ہوتے ہیں۔

۳۔ گناہوں کو دور کرنے اور برکات کو زیادہ کرنے کے موثر ترین ذرائع واسباب میں سے زکاۃ وصدقات ہیں۔

۴۔ ہر جگہ پر غریب ومسکین اور حاجت مند لوگ ضرور رہتے ہیں اور یہ مشکلات وحوادث آج ایک پر کل دوسرے پر ہوتے رہتے ہیں پس اگر رفع فقر وحاجت کا ان میں جذبہ نہ پایا جائے تو ضرور حاجت مند لوگ ہلاک ہو جائیں گے اور بھوکے مر جائیں گے۔

قرآن پاک خود مسلمانوں کے دلوں کی صفائی کے لیے شفا اور رحمت ہے :

ارشاد باری تعالی ہے۔

"وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ"[36]

"یہ قرآن جو ہم نازل کر رہے ہیں مومنوں کے لیے تو سراسر شفاء اور رحمت ہے"

قرآن پاک نام ہے:"المنزل على الرسول المكتوب في المصاحف المنقول عنه نقلًا متواترًا بلا شبهة"[37]

"کتاب کا جو رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی ہے صحیفوں میں لکھا گیا ہے اور ہماری طرف نقل ہوئی بغیر شبہ کے نقل تواتر کے ساتھ"

قرآن پاک میں ایک سو چودہ سورتیں ہیں اور ہر سورت کے اول میں بسم اللہ لکھی گئی ہے سوائے سورۃ برأت کہ اس کے شروع میں بسم اللہ میں نہیں ہے البتہ سورۃ نمل میں مکمل بسم اللہ الرحمن الرحیم ذکر ہے۔ لہذا اس اعتبار سے قرآن پاک میں کل ایک سو چودہ بار بسم اللہ الرحمن الرحیم کا ذکر ہے۔ نزول قرآن کا آغاز رمضان کے چوبیس راتیں گزرنے کے بعد پچیسویں رات کو ہوا تھا۔اسی رات کو بیت العزۃ پر قرآن کا مکمل نزول ہوا تھا جبکہ آپ ﷺ کے قلب مبارک پر نزول کا آغاز ہوا تھا۔ نزول قرآن کی وقت آپ ﷺ کی عمر چالیس سال تھی۔اس کے بعد آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں تیرہ سال قیام فرمایا پھر ہجرت کا حکم آگیا اور آپ نے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی اور مدینہ میں دس سال رہنے کے بعد ۶۳ سال کی عمر میں آپ نے انتقال فرمایا لہذا قرآن پاک کے نزول کا دورانیہ ۲۳ سالوں پر محیط ہے۔خود آپ ﷺ یہ دعا ورد کرتے تھے۔

---

[36]۔ الاسراء۱۷ :۸۲

[37]۔علی بن محمد جرجانی(م: ۸۱۶ھ)،التعریفات،(دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان،۱۴۰۳ھ ۱۹۸۳)،ص ۱۷۴

"اللَّهُمَّ نَقِّنِي مِنْ خَطَايَايَ كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اللَّهُمَّ اغْسِلْنِي مِنْ خَطَايَايَ بِالثَّلْجِ وَالْمَاءِ وَالْبَرَدِ"[38]

اے اللہ! میری خطاؤں کو دور کردے جس طرح سفید کپڑے سے میل دور کی جاتی ہے۔ اے اللہ! میری لغزشوں کو پانی، برف اور اولوں کے ساتھ دھودے۔

دنیا کی محبت، خواہشات، طمع، فخر و تکبر وغیرہ، گندگی اور دلی بیماریوں کو دور کرنے کے لیے آپ ﷺ نے مسلمانوں کو اکسیر نسخہ بتلایا ہے۔ حضرت ابو ھریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

" اكثروا ذكرها ذم اللذات يعنى الموت"[39]

لذتوں کو توڑنے والی چیز موت کو زیادہ یاد کیا کرو۔

حسد، بغض اور کینہ وغیرہ سے دل کو صاف رکھنے کے بارے میں آپ ﷺ کا فرمان حضرت انس رضی اللہ عنہ آپ ﷺ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"لا تقاطعوا ولاتدابروا ولا تباغضوا ولا تحا سدوا وكونوا عبادالله اخوانا ولايحل لمسلم ان يهجراخاه فوق ثلاث"[40]

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا. کہ باہم تعلقات قطع نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کی طرف پشت کر کے بیٹھو اور نہ باہم بغض رکھو اور نہ باہم حسد کرو اور اللہ تعالی کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ اور کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین شب سے زیادہ چھوڑے رہے۔"

ایک اور روایت میں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

"عن ابى هريرة قال قال رسول الله ﷺ لا تحاسدوا ولا تناجشوا ولا تباغضوا ولا تدابرواالا يبع بعضكم على بيع بعض وكونواعبادالله اخوانا المسلم اخوا المسلم لا يظلمه ولا يخذ له ولا يحقره التقوى هاهناويشير الى صدره ثلاث مرات بحسب امرى من الشر ان يحقر اخاه المسلم كل المسلم على المسلم حرام دمه وماله وعرضه"[41]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا، آپس میں حسد نہ کرو اور بیع نجش نہ کرو اور نہ آپس میں بغض کرو اور نہ ایک دوسرے کی طرف پشت کر کے بیٹھو اور نہ کسی کی بیع پر بیع کرو بلکہ سب اللہ کے بندے بھائی بھائی ہو جاؤ۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرے، نہ اسے ذلیل کرے اور نہ اسے حقیر جانے، تقوی اس جگہ پر

---

[38] - قشیری، الصحیح، (دار الجيل بيروت، ۱۳۳۴ھ)، باب مَا يُقَالُ بَيْنَ تَكْبِيرَةِ الإِحْرَامِ وَالْقِرَاءَةِ، ج۲، ص۹۸ ح۱۳۸۲

[39] - ترمذی، السنن، (مصر، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي ۱۳۹۵ھ) ح۲۳۰۷

[40] - قشیری، الصحیح، باب تحريم ظلم المسلم وخذله، (بيروت، دار الجيل بيروت + دار الأفاق الجديدة)، ح۶۷۰۴

[41] - قشیری، الصحیح، باب تحريم ظلم المسلم وخذله، ح ۶۷۰۶

ہے آپ ﷺ نے اپنے سینے کی طرف تین بار اشارہ فرمایا،آدمی کی برائی کے لیے یہ کافی کہ اپنے بھائی مسلمان کو حقیر جانے مسلمان کی ہر ایک چیزاس کا خون،اس کا مال،اوراس کی عزت وآبرو دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔

دین اسلام میں اعمال ہی انسان کی روحانی ترقی اور باطنی صفائی کے لیے اتارے گئے ہیں۔البتہ اس میں بعض ایسے اعمال ہیں جس کو عمل میں لانے سے روحانی ترقی کے منازل طے کر سکتا ہے اور کچھ ایسے اعمال ہیں جن کے ترک کرنے کی وجہ سے روحانیت حاصل ہوسکتی ہے۔جیساکے آپس میں حسد،بغض وغیرہ سے بچنے اور نہ کرنے کا حکم ہے۔

جین مت اور اسلام میں صفائی کا تقابلی جائزہ

۱۔ جینی عقاید کے مطابق باطنی صفائی اور روحانی ترقی کے لیے کسی ذی روح کو تکلیف پہنچانا منع ہے اسی لے اس مذہب کے پیروکار اکثر سر جھکا کر اور ہاتھ میں جھاڑو وغیرہ لے کر چلتے ہیں۔ظاہری طور پر یہ غیر فطری ہے اور اس کے ساتھ ساتھ انتہائی تکلیف دہ اور انسانی طاقت سے باہر بھی ہے اور اسلام میں روز اول سے یہ حکم ہے۔

"لا یکلف الله نفسا الاوسعها"[42]

"اللہ تعالیٰ کسی کو مکلف نہیں کرتے مگر اس کے بس کے مطابق"

۲۔ جین مت کے گمبر فرقہ والے برہنہ پھرتے ہیں۔جب کہ اسلام ستر پوشی کا حکم دیتا ہے۔

۳۔ جین مت میں گمبر فرقے والے نہاتے نہیں جبکہ اسلام میں نہانے کا حکم ہے۔

۴۔ جین مت میں ایک سادھو کے لیے بائیس قسم کی تکالیف برداشت کرنا پڑتا ہے جس میں ایک یہ بھی ہے کہ ناپاک اور گندا رہے تاکہ روحانی ترقی اور باطنی صفائی حاصل ہو جائے جب کہ اسلام میں کوئی ایسا حکم نہیں کہ ناپاک رہ کر باطنی صفائی حاصل ہو جائے۔

۵۔ جین مت میں گرہست کے لیے عمر کے آخری حصے میں کسی جان لیوا بیماری سے سیکھنا یعنی فاقے کے ذریعے خود کشی کا عہد کرنا ہے جو کہ جین مت کے روحانیت کے لیے قابل تعریف موت سمجھی جاتی ہے جب کہ اسلام میں خود کشی کرنا حرام ہے چہ جائیکہ روحانیت حاصل ہو جائے۔

۶۔ جین مت میں روحانیت کے حصول کے لیے نفس کشی،اذیت پسندی فاقہ مستی اور رہبانیت کی تعلیم پر زور دیتا ہے جب کہ اسلام میں حوصلہ افزائی تو درکنار ان چیزوں کی ہمیشہ حوصلہ شکنی کرتا ہے۔

نتائج

۱۔ جین مت میں اہمسہ کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔

۲۔ جین مت میں ظاہری صفائی نروان کے حصول کے لیے مانع ہے۔

42۔ البقرہ۲: ۲۸۶

۳۔ اسلام میں طہارت وصفائی کے بغیر عبادت قبول نہیں ہوتی۔

۴۔ مہاویر کے بعد جین مت میں کوئی اور مصلح نہیں آئے گا۔

۵۔ جین مت مذہب ایک جامد اور ساکن مذہب ہے۔

۶۔ جین مت میں تمام برائیوں کا سرچشمہ خواہشات ہیں۔

۷۔ اسلام میں صفائی کا نظام فطرت کے عین مطابق ہے۔

۸۔ جین مت کے کچھ احکام اسلامی تعلیمات کے مطابق ہیں۔ جیسے جھوٹ نہ بولنا، چوری نہ کرنا وغیرہ وغیرہ۔

۹۔ اسلام انسان کے ظاہری و باطنی دونوں صفائیوں پر توجہ دیتا ہے۔ جبکہ جین مت میں صرف روح یعنی باطن پر توجہ دی جاتی ہے۔

۱۰۔ جینی خدمت خلق کو بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔

۱۱۔ جینوں کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ دنیا کا قدیم ترین مذہب ہے۔